حضرت مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی

فاضل ہندی، سنسکرت و عبرانی۔

پیدائش بمقام ضلع ہوشیار پور (ہندوستان) یکم مئی ۱۸۸۸ء میٹرک اور ٹیکنیکل ڈپلوما کرنے کے بعد پی ڈبلیو ڈی امرتسر اور پھر ریلوے لوکو شاپ، لاہور میں ملازمت کی۔ ۱۹۰۷ء میں بانی تحریک احمدیت حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی۔ بیعت سے پہلے دعا کی تو خواب دیکھا کہ آسمان پر ستاروں کا ایک جھرمٹ ہے۔ جھرمٹ کے اس طرف ایک راستہ ہے جس پر وہ چل رہے ہیں لیکن یہ راستہ بڑا ٹیڑھا اور دشوار گذار ہے۔ لیکن وہ راستہ جو ستاروں کی دوسری طرف ہے بڑا سیدھا اور کشادہ ہے۔ اس خواب کی بنا پر حضرت مولانا نے اپنی زندگی کی راہ گذر بدل لی اور اپنی تمام تر توجہ علمی اور دینی مشاغل کیلئے وقف کردی ملازمت چھوڑ کر کچھ عرصہ تک اخبار "زمیندار" اور "وطن" سے منسلک رہے۔ ۱۹۱۳ء میں ہفت روزہ "پیغام صلح" سے منسلک ہوگئے۔ ایک مناظرہ کے سلسلہ میں اکبر شاہ نجیب آبادی کے ہمراہ ان کے آبائی وطن نجیب آباد گئے۔ اس دوران حضرت مولانا کو یہ احساس ہوا کہ آریوں اور ہندوؤں کے ساتھ کامیاب مناظرہ کرنے کیلئے سنسکرت زباں کا جاننا ضروری ہے۔ چنانچہ مرکزی انجمن، لاہور کی طرف سے آپ کو نومبر ۱۹۱۵ء میں اس کام پر مامور کیا گیا۔ ابتدائی چھ ماہ تک آپ نے سنسکرت آریہ سماجی پنڈت راج نرائن سے سیکھی اور پھر مختلف استادوں سے تقریباً ڈیڑھ سال کے عرصہ میں اس زبان سے پوری طرح واقفیت حاصل کرلی۔ حضرت مولانا نے دن رات کی محنت شاقہ سے سنسکرت پر اتنا عبور حاصل کرلیا کہ ہندوپاک کے پنڈت اور سنسکرت زبان کے عالم ان سے بحث مباحثہ کرنے سے نہ صرف کتراتے بلکہ ان کی علمیت کا برملا اعتراف کرتے تھے۔ چنانچہ لاہور کے آریہ سماج کے صدر دیوی دتہ صاحب جب کبھی کسی تقریب میں حضرت مولانا کا تعارف کرواتے تو مولانا عبدالحق ودیارتھی ایم اے کہہ کر کرواتے۔ حالانکہ مولانا تو محض میٹرک تھے یہ دوسرے لفظوں میں ان کی علمیت کا اعتراف تھا۔

حضرت مولانا نے بیشمار مناظروں میں شرکت کی اور پنڈتوں کو ٹھوس دلائل اور خو ان کے ویدوں اور پرانوں سے اسلامی تعلیمات کی حقانیت اور فوقیت کو نہایت کامیابی سے نہ صرف ثابت کیا بلکہ رسول اکرم صلعم کی آمد کی پیشگوئیوں کی بھی نشاندہی کی۔ مناظروں کے اس خالصتاً علمی طرز نے آریہ سماجی اور ہندو حلقوں میں تہلکہ مچادیا۔ چنانچہ حضرت مولانا کے کامیاب مناظروں سے متاثر ہو کر جمعیت العلماء دہلی نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے درخواست کی کہ وہ حضرت مولانا کی خدمات دو سال کیلئے جمعیت کے سپرد کردیں تاکہ مولانا ان کے طلباء کو سنسکرت اور مذاہب عالم کے تقابلی مطالعہ میں ان کی رہنمائی کر سکیں۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب مترجم قرآن مجید انگریزی و صدر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے جواب میں لکھا کہ افسوس ہے کہ ہمارے پاس بھی ایک ہی عبدالحق ہے۔ اسلئے ہم انہیں آپ کے سپرد کرنے سے قاصر ہیں۔

۱۹۲۰ء میں آپ کچھ عرصہ کیلئے ہفت روزہ "پیغام صلح" کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ جنوری ۱۹۲۵ء میں حضرت مولانا نے ویدوں کے ترجمے کا کام شروع کیا۔ ۴ مئی ۱۹۲۸ء میں آپ کو اشاعت اسلام کالج، لاہور میں پروفیسر مقرر کیا گیا۔

حضرت مولانا نے ہندوپاک کے طول و عرض میں بہت سے مناظرے لڑے جنکی وجہ سے آریہ سماج کا اسلام اور بانی اسلام کے خلاف طوفان رک گیا۔ ان میں سے ایک مناظرہ جس کا شہرہ ہندوستان بھر میں ہوا سکندر آباد، ضلع بلند شہر کے مقام پر منعقد ہوا۔ یہ اس قابل ہے کہ اسکا مختصر تذکرہ کیا جائے۔ ہندوؤں کی طرف سے رام چندر دہلوی اور مراری لال شرما نے شرکت کی۔ مسلمانوں کی طرف سے حضرت مولانا عبدالحق ودیارتھی صاحب، حضرت مولانا عصمت اللہ صاحب اور غازی محمود دھرم پال نے کی۔ یہ مناظرہ چار دن تک جاری رہا۔ حضرت مولانا کے ٹھوس دلائل اور ویدوں کے اصل حوالوں نے پنڈتوں کو عاجز کر دیا۔ اور وہ میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ ایسے کامیاب مناظروں کا نتیجہ یہ ہوا کہ کوئی ہندو پنڈت یا عالم کسی ایسے مناظرہ میں شرکت نہ کرتا جہاں اس کو معلوم ہوجائے کہ مسلمانوں کی نمائندگی حضرت مولانا عبدالحق صاحب کر رہے ہیں۔

کئی ایک مناظروں میں حضرت مولانا کے ساتھ مجلس احرار کے امیر شریعت اور تحریک احمدیت کے شدید ترین مخالف مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری شرکت کرتے رہے۔ چنانچہ جموں میں

اسی قسم کے ایک مناظرہ میں شرکت کے بعد واپس آتے ہوئے مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری نے حضرت مولانا کو کہا " آپ ایک بات کو جس انداز سے بیان کر جاتے ہیں اگر وہی بات میں بیان کروں تو ہاتھوں کو ہتھکڑی لگ جائے ۔۔۔ میں آپ کی عزت اپنے باپ سے بھی بڑھ کر کرتا ہوں"۔

آریہ سماجیوں کی اسلام دشمنی کے ہتھکنڈوں کا حضرت مولانا نہایت دندان شکن جواب دیتے رہے ۔ چنانچہ آریہ سماجیوں نے مولانا کی ایک کتاب " ویدوں کی سرگزشت" کے سلسلہ میں انہیں ایک مقدمہ میں ملوث کر دیا۔ اور انہیں ایک دن حوالات میں رہنا پڑا ۔ یہ مقدمہ ہندوپاک شہرت کا حامل ہوا اسلئے مختصراً اسکی تفصیل دی جاتی ہے۔

حضرت مولانا نے ایک کتاب "ویدوں کی سرگزشت" کے نام سے لکھی جو پہلے بالاقساط "پیغام صلح" میں شائع ہوتی رہی ۔ ہندووں نے اس کتاب کی اشاعت پر بڑا واویلا کیا ۔ انگریز حکومت نے اس کو مزہبی منافرت کا باعث ٹھہراتے ہوئے حضرت مولانا کے خلاف اس کتاب کی ضبطی کا مقدمہ کھڑا کر دیا اور مولانا کو حوالات میں ڈال دیا گیا۔ حضرت مولانا کی گرفتاری عین ہفتہ کے دن عمل میں لائی گئی تاکہ اگلے دن اتوار کی وجہ سے ضمانت نہ ہو سکے اور اسطرح حضرت مولانا صرف ایک دن حوالات میں رہے ۔ آخر سوموار کو پنجاب اسمبلی کے مشہور سپیکر سر چودھری شہاب الدین نے حضرت مولانا کی ضمانت دی ۔ سر شادی لال اسوقت پنجاب ہائی کورٹ کے چیف جسٹس تھے ان کی ایما پر متعلقہ جج نے مقدمہ کو لٹکانا شروع کیا۔ جب انتقال مقدمہ کی کوشش کی گئی تو کامیابی نہ ہوئی ۔ حکومت کی طرف سے یہ موقف لیا گیا کہ ویدوں میں سے جو باتیں بیان کی گئی ہیں ۔ ان میں مفہوم کا تصرف کیا گیا ہے ۔ چنانچہ اس سلسلہ میں سنسکرت کے ایک جید عالم کو بلایا گیا جسے حضرت مولانا نے چیلنج کیا کہ جو مفہوم انہوں نے ویدوں سے لیا ہے اس کو غلط ثابت کرے ۔ لیکن جید عالم اپنے تمام تر علم اور تعصب کے باوجود مولانا کے چیلنج کو قبول نہ کر سکا ۔ آخر کار علامہ ڈاکٹر محمد اقبال ، چودھری ظفر اللہ خاں اور سر چودھری شہاب الدین پر مشتمل ایک وفد گورنر سے ملا ۔ اور اسطرح یہ مقدمہ ختم ہوا۔

حضرت مولانا کی زندگی کا دوسرا اہم واقعہ ایک مسلمان لڑکی اصغری بیگم کا آریہ سماجی مذہب اختیار کرکے شانتی دیوی بن جانا تھا ۔ اور پھر حضرت مولانا کی کوششوں سے اسکا دوبارہ حلقہ بگوش اسلام ہونا ہے ۔ اس تمام واقعہ کی تفصیلات ہندوستان بھر کے اخبارات میں شائع ہوتی

رہیں مختصراً واقعات یہ ہیں۔ اصغری بیگم کی شادی ایک ایسے شخص سے ہوئی جو اسکو دن رات زدو کوب کرتا تھا۔ اصغری بیگم نے تنگ آکر کئی ایک علماء سے طلاق لینے کے متعلق استفسار کیا۔ لیکن سب نے یہی کہا کہ جب تک خاوند طلاق نہ دے سے طلاق نہیں ہو سکتی۔ تنگ آکر اصغری بیگم ایک آریہ سماجی کے ذریعے گھر سے فرار ہو گئی اور پنڈت شردھانند کے ہاتھ پر آریہ سماجی بن گئی۔ اسکی شادی لاہور کے ایک آریہ سماجی لڑکے سے کردی گئی۔ اصغری بیگم جو اب شانتی دیوی بن چکی تھی اس نے اسلام کے خلاف لیکچر دینے شروع کردئے۔ اسی شانتی دیوی یعنی (اصغری بیگم) کے ایک رشتہ دار عبدالرشید نے اشتعال میں آکر شردھانند کو قتل کر دیا۔ چنانچہ ہندوؤں کو خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں شانتی دیوی کو بھی اسطرح ہلاک نہ کریا جائے۔ چنانچہ حفاظت کے پیش نظر دونوں میاں بیوی کو ہردوار بھیج دیا گیا۔ اس کے بعد گوالیار کے سیٹھ برلا نے ۔/۲۰۰۰ روپے کا نذرانہ پیش کیا اور میاں کو ۔/۳۰۰ روپے ماہوار کی نوکری دیدی۔ آریہ سماج نے دعہ کیا کہ اگر مسلمانوں کی ایسی عورتیں شدھی کی جائیں اور آریہ دھرم اختیار کریں۔ ہر ایک خاتون کو دیگر سہولتوں کے علاوہ ۔/۲۰۰۰ روپے کا نقد عطیہ بھی دیا جائے گا۔

اصغری بیگم کا شانتی دیوی ہونا مسلمانان ہند کیلئے ایک بڑا چیلنج تھا چنانچہ حضرت مولانا نے "ویدک دھرم اور اسلام میں عورت کی حیثیت" کے موضوع پر "پیغام صلح" میں چھ اقساط لکھیں۔ شیخ عبدالحق صاحب مناظر اسلام یہ اقساط شانتی دیوی کو بھجواتے رہے۔ چھ اقساط پڑھنے کے بعد شانتی دیوی نے شیخ عبدالحق صاحب کو دہلی میں لکھا کہ وہ تین سال بعد اس موضوع پر آپ سے گفتگو کرنے دہلی آئینگی۔ حضرت مولانا اور دیگر احباب نے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ وہ معاملہ کو ٹال رہی ہیں۔ لیکن تعجب ہے کہ تین سال بعد شانتی دیوی اپنے خاوند کے ہمراہ دہلی آئیں اور گفتگو کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ چنانچہ شیخ عبدالواحد صاحب نے جو چاندنی چوک کے تھانہ کے انچارج تھے گفتگو کی جگہ پولیس سٹیشن کو ہی رکھا۔ چنانچہ کئی گھنٹوں تک شانتی دیوی کی شیخ عبدالحق اور شیخ عبدالواحد صاحب سے گفتگو ہوتی رہی۔ شانتی دیوی نے اسلام اور بانی اسلام کے متعلق تقریباً ۴۰ اعتراضات کئے۔ دونوں حضرات کے جوابات سے شانتی دیوی مطمئن نہ ہوئی۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی اس گفتگو میں ایک سامع کی حیثیت سے شامل رہے۔ دوسرے روز حضرت مولانا شانتی دیوی کے گھر پر گئے اور انہیں یقین دلایا کہ وہ ان کے تمام

سوالات کے تسلی بخش جواب دے سکیں گے ۔ چنانچہ حضرت مولانا ہر روز شانتی دیوی کے گھر جاتے اور ان کے اعتراضات کے معقول علمی اور مدلل جواب دیتے رہے ۔ ان جوابات سے شانتی دیوی کے شکوک رفع ہوتے گئے بالآخر کئی روز کی گفتگو کے بعد نہ صرف شانتی دیوی دوبارہ مشرف بہ اسلام ہوئیں بلکہ ان کے خاوند نے بھی اسلام قبول کرلیا اور سلیم کا نام اختیار کیا ۔

دسمبر ۱۹۳۶ء میں حضرت مولانا کی یکتا اور منفرد کتاب " میثاق النبین " منصۂ شہود پر آئی جس نے تاریخ اسلام میں پہلی مرتبہ قرآن کریم کے اس دعویٰ کا کہ ہر نبی نے رسول اکرم صلعم کی آمد کی پیشگوئی کی کا منقولی اور تحقیقی ثبوت مہیا کیا ۔ کتاب کی جلد اول جو پونے تین صد صفحات پر مشتمل تھی اس میں زرتشتی ، پارسی ، ہندومت ، بدھ مت ، عہد نامہ قدیم اور عہدنامہ جدید کی کتب مقدسہ میں سے نبی موعود صلعم کی آمد کی پیشگوئیوں کے متعلق اصل عبارتیں نقل کیں ۔ اور جدید علمی تحقیقات کی روشنی میں عقلی اور نقلی دلائل سے ان تمام نشانیوں کو رسول اکرم صلعم کی ذات میں پورا ہونا ثابت کیا جنکا ذکر قدیم نوشتوں میں درج تھا ۔ اسی کتاب کا انگریزی ترجمہ " محمدؐ ان ورلڈ سکرپچرز " کے نام سے اکتوبر ۴۰ء میں شائع ہوا ۔ جس نے دنیا کے مسلم اور غیر مسلم علمی حلقوں سے داد تحسین وصول کی ۔ ہندوپاک کے چوٹی کے مصنفین ، جج صاحبان اور اخبارات نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے اسے زمانۂ حال کا " حیرت انگیز انکشاف " قرار دیا ۔ اسکا فارسی ترجمہ ایران کے مشہور رسالہ "دین و دانش" میں شائع ہوا ۔ اور بغداد کے مشہور عربی اخبار الہلال میں اسپر تفصیلی تبصرہ شائع ہوا ۔

۱۹۵۰ء میں " میثاق النبین " کا دوسرا حصہ شائع ہوا یہ حصہ تین صدبارہ صفحات پر مشتمل تھا ۔ اس میں بدھ مذہب کی کتب مقدسہ سے نوید آنحضرت صلعم کے متعلق اصل حوالاجات اور بلند پایہ علمی تحقیقات درج کی گئی ۔

۱۹۵۳ء میں حضرت مولانا احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ، سرینام کی خاص دعوت پر سرینام (جنوبی امریکہ) تشریف لے گئے اور وہاں چھ ماہ قیام کیااور دوسو سے زائد لیکچردیئے ۔ ان لیکچروں کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ لوگوں نے ان کے لیکچروں کو ٹیپ ریکارڈ میں محفوظ کر لیا اور اب تک ان سے استفادہ کیا جاتا ہے ۔ آپ تھوڑے عرصہ کیلئے گیانا اور ٹرینڈاڈ بھی تشریف لے گئے تھے ۔

ٹرینیڈاڈ میں صرف پندرہ روز کئے قیام کے دوران آپ نے سترہ لیکچر دیئے ۔ اس سفر کے دوران اپ نے میثاق النبین حصہ دوئم جس میں بدھ مت کی کتب مقدسہ سے آمد رسول اکرم صلعم کی پیشگوئیاں درج تھی ان کا کافی اختصار سے انگریزی میں ترجمے کے کام کو مکمل کیا حضرت مولانا ابھی سرینام میں ہی تھے کہ یہ کتاب "محمد ان ورلڈ سکرپچرز" حصہ دوئم کے نام سے دسمبر ۵۵ء میں پاکستان سے شائع ہوئی۔

اس عرصہ میں حضرت مولانا کا دیگر کتب مقدسہ کا مطالعہ اور معلومات پہلے کی نسبت کہیں زیادہ ہوچکی تھیں ۔ چنانچہ انہوں نے "محمد ان ورلڈ سکرپچرز" کو نظر ثانی کی اور اس میں نئی تحقیقات کی روشنی میں کئی ایک نئے موضوعات کا اضافہ کیا ۔ مثلاً خدا کے نام اللہ کا اسلام اور تمام ادیان عالم میں منفرد اور یکتا حیثیت کا حامل ہونا ، بابلیوں کی کتب مقدسہ جو بابلی تہذیب کی بربادی کے کئی ہزار سال بعد (The Book of Dead) کے نام سے مرتب ہوکر شائع ہوئی اسمیں آمد رسول اکرم صلعم کے متعلق ساٹھ (۶۰) نشانیاں وغیرہ کو شامل کیا ۔ نیا توسیع شدہ ایڈیشن اول ایڈیشن کے تین سو صفحات کے مقابل میں پندرہ سو صفحات پر مشتمل تھا ۔ اس کی پہلی جلد ۱۹۶۶ء میں شائع ہوئی جو ۴۴۰ صفحات پر مشتمل تھی ۔ دوسری جلد ۱۹۶۹ء میں شائع ہوئی جس نے صفحات کی تعداد کو تقریباً ایک ہزار تک پہنچا دیا ۔

تحقیقات کے اس نئے سلسلہ کو مکمل کرنے کی غرض سے حضرت مولانا نے ۵۶ء اور ۶۰ء میں دو لمبے سفر کئے ۔ ۵۶ء میں تھوڑے عرصہ کیلئے ٹرینیڈاڈ ، سرینام اور گیانا میں قیام کیا پھر آپ نے چار سال تک سان فرانسسکو میں قیام کیا "جہاں آپ نے تمام بڑی بڑی لائبریریوں کو چھان مارا ۔ "محمدؐ ان ورلڈ سکرپچرز" کے موجودہ تین حصوں کا کافی سے زیادہ حصہ وہیں مکمل کیا ۔ ۶۰ء میں دوبارہ چند حوالاجات تلاش کرنے کی غرض سے حضرت مولانا کو ایک لمبا سفر اختیار کرنا پڑا ۔ اس دفعہ آپ نے جزائر فجی ، سان فرانسسکو فلاڈلفیا ، برما ، سیلون اور مدراس کی لائبریریوں سے حوالاجات اکٹھے کئے ۔

اس ضخیم کتاب کے علاوہ حضرت مولانا کی چند اور چھوٹی کتب کا ذکر کرنا ناگزیر ہے جو اپنے مضامین کے اعتبار سے ایک خاص اہمیت رکھتی ہیں ۔

آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند نے ستیارتھ پرکاش کے نام سے مذاہب عالم پر ایک نہایت ہی ناپاک کتاب شائع کی جس میں تمام مذاہب کے انبیاء اور بزرگوں کی تذلیل کی گئی ۔

ڈیہاں تک کے خدا پر بھی ٹھٹھہ کیا گیا۔ اس کتاب کے چودھویں باب میں قرآن مجید، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کی ازواج مطہرات اور دیگر انبیاء علیہم السلام پر گندے اعتراضات کئے گئے۔ چنانچہ حضرت مولانا نے اس چودھویں باب کے ایک سو انسٹھ (۱۵۹) اعتراضات کے مدلل اور مسکت جواب بمعہ اصل حوالہ جات دیئے جو "آئینۂ حق نما" حصہ اول کے نام سے اگست ۴۵ء میں شائع ہوئے۔ یہ کتاب چار سو چالیس صفحات پر مشتمل ہے۔ "آئینہ حق نما" حصہ دوئم (مطالعہ ویدک دھرم) ویدوں کا بہشت (آریہ سماج کے اعتراضات کا جواب) مسئلہ بہشت طبع شدہ ۱۹۲۶ء (فیصلہ کن مناظرہ مابین مولانا عبدالحق ودیارتھی اور پنڈت رام چندر صاحب دہلوی) اردو ترجمہ یجروید (آریہ سماج کے نزدیک یہ تمام ویدوں میں سب سے مستند ہے) سام وید کا اردو ترجمہ بھی حضرت مولانا عبداللہ صاحب کے رسالہ "بصیرت" میں قسط وار شائع ہوتا رہا لیکن ترجمہ کتابی شکل میں شائع نہ ہو سکا۔

"ارتقائے نسل انسانی" پادری سلطان محمد صاحب کی کتاب "ہبوط نسل انسانی" کے جواب میں لکھی گئی اور چیلنج کیا گیا کہ پادری صاحب اسکا جواب دیں۔ لیکن پادری صاحب نے اسے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ "اس کتاب کے مخاطب خواجہ کمال الدین صاحب تھے عبدالحق صاحب کو جواب نہ دیا جائے گا"۔

حضرت مولانا چوتھی بار پھر ۹ مئی ۷۰ء کو انگلستان عازم سفر ہوئے اس سفر کا مقصد "محمد ان ورلڈ سکرپچرز" کی تیسری جلد کیلئے مواد اکٹھا کرنا تھا اس جلد میں حضرت مولانا کا ارادہ تھا کہ حضرت رسول اکرم صلعم کی آمد کے متعلق پیشگوئیوں کو اس لحاظ سے ترتیب دیا جائے کہ سب سے پہلے اس پیشگوئی کو درج کیا جائے جو آمد کے متعلق ابتدائی نشانیوں کی نشاندہی کرتی ہو اور پھر ترتیب وار ان پیشگویوں کو لایا جائے جن میں ان ابتدائی نشانیوں کے علاوہ مزید نشانیونکا ذکر ہو۔ یہ جلد ۱۹۷۵ء میں شائع ہوئی جو ۵۰۰ صفحات پر مشتمل تھی۔ اس قدر مطالعہ، تصنیف و تالیف کے کام اور بیرونی ممالک کے سفروں نے بالآخر حضرت مولانا کے صحت کو کمزور کر ڈالا اور آپ بیمار رہنے لگے۔ اس دوران میں بھی گاہے بہ گاہے آپ "پیغام صلح" میں مختلف موضوعات پر مضامین لکھتے رہے لیکن بیماری بڑھتی گئی اور آخر کار یہ عالم بے بدل ۱۸ نومبر ۱۹۷۷ء کو اس دار فانی سے کوچ کر گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ انکی یاد میں "پیغام صلح" کا خاص نمبر ۲۲ فروری یکم مارچ ۱۹۷۸ کو شائع ہوا۔ (ن۔ا)